مسئلہ ترک رفع الیدین فی الصلوۃ

از افادات: متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا
بانی وامیر: عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت
چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز
چیئرمین: احناف ٹرسٹ

www.ahnafmedia.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ترک رفع الیدین فی الصلوۃ

از افادات: متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت احناف:

نماز پنجگانہ شروع کرتے وقت صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے، اس کے علاوہ باقی پوری نماز میں نہ کیا جائے۔ رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے۔

(بدائع الصنائع ج1 ص208 فَصْلٌ وَ اَمَّا سُنَنُهَا فَكَثِيرَةٌ، فتاوی عالمگیری ج1 ص72 اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي سُنَنِ الصَّلَاةِ وَآدَابِهَا وَكَيْفِيَّتِهَا)

مذہب غیر مقلدین:

نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا فرض یا واجب ہے۔

(رفع یدین فرض ہے از مسعود احمد غیر مقلد، فتاوی رفیقیہ از محمد رفیق پسروری حصہ چہارم ص153، مسئلہ رفع یدین از پروفیسر عبد اللہ، اثبات رفع یدین از خالد گھرجاکھی، نور العینین از زبیر علی زئی)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ احناف

قرآن مع التفسیر

قال اللہ تعالیٰ: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۔ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون:2،1)

تفسیر نمبر 1:

قال الامام ابو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادي: اخبرنا عبد الله الثقة ابن المامور الهروي قال اخبرنا ابي قال اخبرنا ابو عبد الله قال اخبرنا ابو عبيد الله محمود بن محمد الرازي قال اخبرنا عمار بن عبد المجيد الهروي قال اخبرنا علي بن إسحاق السمرقندي عن محمد بن مروان عن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : { الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ} مخبتون متواضعون لا يلتفتون يمينا ولا شمالا ولا يرفعون ايديهم في الصلاة. (تفسیر ابن عباس ص212)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تفسیر ابن عباس کی سند میں محمد بن مروان السدی، محمد بن سائب الکلبی اور ابو صالح باذام سخت ضعیف ہیں۔

جواب:

ایسا ممکن ہے کہ ایک آدمی ایک فن میں ماہر اور ثقہ نہ ہو لیکن دوسرے فن کا امام ہو۔ محدثین نے بھی یہی اصول بیان کیا ہے کہ بعض ائمہ فن حدیث میں تو نا قابل اعتبار ہیں لیکن فن تفسیر میں ان کی روایات حجت ہوتی ہیں۔ مثلاً۔۔۔

قال الامام البيهقي : قال يحيى بن سعيد يعني القطان تساهلوا في التفسير عن قوم لا يوثقونهم في الحديث ثم ذكر ليث بن ابي سليم و جُوَيْبِرٍ بن سعيد والضحاك ومحمد بن السائب يعني الكلبي وقال هولاء لا يحمد حديثهم ويكتب التفسير عنهم۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج1 ص33، میزان الاعتدال للذہبی ج1 ص391 فی ترجمۃ جویبر بن سعید، التہذیب لابن حجر ج1 ص398 ترجمۃ جویبر بن سعید)

مذکورہ رواۃ کا تذکرہ ائمہ نے مفسرین کے طور پر کیا ہے لہذا اصولی طور ان کی تفسیری روایات مقبول اور حجت ہیں، رہا ان پر کلام تو وہ فن حدیث کے بارے میں ہے۔ ائمہ کرام کی تصریحات ان رواۃ کے بارے میں ملاحظہ ہوں۔

محمد بن مروان السدی:

1:قال الامام أبو محمد محمود بن أحمد الغیتابی: وصاحب التفسیر، محمد بن مروان الکوفی وهو أیضًا یعرف بالسدی

(مغانی الأخیار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار أبی محمد للغیتابی ج5 ص429)

2: قال الحافظ ابن حجر العسقلانی : محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعیل الکوفی السدی الصغیر صاحب التفسیر عن محمد بن السائب الکلبی۔ (لسان المیزان لابن حجر ج7 ص375)

3: قال الامام عبد الحی بن أحمد العکری الدمشقی: محمد بن مروان السدی الصغیر الکوفی المفسر صاحب الکلبی

(شذرات الذهب لعبد الحي العکري ج1 ص318)

محمد بن السائب الکلبی:

1: قال الامام ابن عدی : [محمد بن سائب الکلبی] وهو رجل معروف بالتفسیر ... وحدث عن الکلبی الثوری وشعبة ... ورضوه بالتفسیر (الکامل لابن عدی ج6 ص2132)

2:قال الذهبی: محمد بن السائب الکلبی، أبو النضر الکوفی المفسر النسابة الاخباری.(میزان الاعتدال ج3 ص556)

3: قال الحافظ ابن حجر العسقلانی : وهو معروف بالتفسیر ولیس لاحد أطول من تفسیره وحدث عنه ثقات من الناس ورضوه فی التفسیر .(تهذیب التهذیب ج9 ص157)

ابو صالح باذام:

1: قال العجلی: باذام أبو صالح روی عنه إسماعیل بن أبی خالد فی التفسیر ثقة وهو مولی أم هانئ۔ (معرفة الثقات للعجلي ج1 ص242)

2: قال یحیی بن سعید: لم ار احدا من اصحابنا ترك ابا صالح مولی ام هانئ لاشعبة ولا زائدة.(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج1 ص135)

لہذا ان رواۃ پر اعتراض باطل ہے۔

تفسیر نمبر2:

قال الحسن البصری رحمه الله: خاشعون الذین لایرفعون ایدیهم فی الصلوة الا فی التکبیرة الاولی۔ (تفسیر السمرقندی ج2 ص408)

احادیث مبارکہ:

احادیث مرفوعہ:

دلیل نمبر1:

قال الامام الدارقطنی م385ھ: [رَوی عَبدِ الرَّحِیمِ بن سُلَیمان عَن أَبِي بَکرٍ النَّهشَلِيِّ عَن عاصِمِ بنِ کُلَیبٍ، عَن أَبِیه] عَن عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَیه وسَلم : أَنَّهُ کان یَرفَعُ یَدَیهِ فِي أَوَّلِ الصَّلاَةِ ثُمّ لا یَعُودُ.

اسنادہ صحیح ورواته ثقاة

(کتاب العلل للدار قطنی ج4 ص106 سوال457)

اعتراض:

یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔ امام دار قطنی نے فرمایا : وَخالَفَهُ [عَبدَ الرَّحِیمِ بن سُلَیمان] جَماعَةٌ مِن الثِّقاتِ ... فَرَووهُ عَن أَبِي

بَكرٍ النَّهشَلِيِّ مَوقُوفًا عَلَى عَلِيٍّ. (کتاب العلل للدار قطنی ج4ص106سوال 457)

جواب نمبر 1:

اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے والے امام عبد الرحیم بن سلیمان ہیں۔ آپ صحیحین کے ثقہ بالا جماع راوی ہیں۔ ان کا اس روایت کو مرفوع بیان کرنا ایک زیادت ہے اور جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک ثقہ کی زیادتی مقبول ہے؛

1:والزيادة مقبولة.(صحيح البخاری ج1ص201 باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاری)

2:أن الزيادة من الثقة مقبولة(المستدرك على الصحيحين للحاكم ج1ص307 كتاب العلم)

جواب نمبر 2:

اگر حدیث کے موقوف اور مرفوع ہونے میں اختلاف ہو جائے تو فقہاء اور محدثین خصوصا امام بخاری اور امام مسلم رحمہا اللہ کے نزدیک حدیث مرفوع قرار دی جاتی ہے۔

قال الامام النووی: والصحيح طريقة الاصوليين والفقهاء و البخاری ومسلم محققی المحدثين انه يحكم بالرفع والاتصال لانها زيادة ثقة (شرح مسلم للنووی ج1ص282،256)

لہذا اس حدیث علی رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر 2:

روى الامام الحافظ المحدث أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائی م 303ه:قال أخبرنا سويد بن نصر حدثنا عبد الله بن المبارك عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبد الله قال ألا أخبركم بصلاة رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: فقام فرفع يديه أول مرة ثم لم يعد

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط البخاری ومسلم

(سنن النسائی ج1ص158 باب ترک ذلک، السنن الکبری للنسائی ج1ص351،350رقم1099 باب ترک ذالک)

دلیل نمبر 3:

روى الامام الحافظ المحدث أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائی م 303ه: قال اخبرنا محمود بن غيلان المروزی حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله انه قال الا اصلى بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه الامرة واحدة.

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط البخاری ومسلم

(سنن النسائی ج1ص162،161 باب الرخصۃ فی ترک ذلک، السنن الکبری للنسائی ص221رقم645باب الرخصۃ فی ترک ذلک)

دلیل نمبر 4:

روى الامام أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذی م 279ه قال: حدثنا هناد نا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود رضی الله عنه الا اصلى بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه الا فی اول مرة

قال [ابو عيسى] وفی الباب عن البراء بن عازب

قال ابو عيسى حديث ابن مسعود رضی الله عنه حديث حسن وبه يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلى الله عليه

وسلم والتابعين وهو قول سفيان [الثوری] واهل الكوفة ۔

تحقيق السند: اسنادہ صحيح على شرط البخاری ومسلم تغليباً

(جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

وفی نسخة الشيخ صالح بن عبد العزيز ص**1663** باب ماجاء ان النبی صلى الله عليه وسلم لم يرفع الا فی اول مرة رقم الحديث **257** ، مختصر الاحكام للطوسی ص**109** رقم **218** طبع مكة مكرمة ،سنن ابی داود ج**1** ص**116** باب من لم يذكر الرفع عندالركوع

اعتراض نمبر 1 :

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا:

قد ثبت حديث من يرفع يديه وذكر حديث الزهری عن سالم عن أبيه ولم يثبت حديث ابن مسعود أن النبی صلى الله عليه وسلم لم يرفع [يديه] إلا فی أول مرة (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

جواب نمبر1:

حدیث ابن مسعود کے تمام روات ثقہ ہیں اور اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی یہ جرح غیر مفسر اور غیر مبین السبب ہے۔اصول حدیث کے اعتبار سے ایسی جرح قابل قبول نہیں۔

1: لا يقبل الجرح الا مفسرا (الكفايه فی علم الروايه للخطيب ص:101)

2: إذا كان الجرح غير مفسر السبب فأنه لا يعمل به (صيانة صحيح مسلم لابن الصلاح ص96)

3: ولا يقال إن الجرح مقدم على التعديل لأن ذلك فيما إذا كان الجرح ثابتا مفسر السبب وإلا فلا يقبل الجرح إذا لم يكن كذلك (توجیہ النظر إلی أصول الأثر لطاہر الجزائري ج2 ص550)

جواب نمبر2:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

1: عن عبد الله قال ألا أخبركم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فقام فرفع يديه أول مرة ثم لم يعد،

(سنن النسائی ج1 ص158 باب ترک ذلک)

2: قال عبدالله بن مسعود رضی الله عنه الا اصلی بكم صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه الا فی اول مرة

(جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

3: عن عبد الله عن النبی صلى الله عليه وسلم: أنه كان يرفع يديه فی أول تكبيرة ثم لا يعود

(سنن الطحاوی ج1 ص162 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع)

حدیث کے وہ الفاظ جو امام ابن مبارک کی جرح میں مذکور ہیں وہ سنن طحاوی کی روایت سے ملتے جلتے ہیں، باقی روایات سے اس جرح کا کوئی تعلق نہیں۔رہی یہ جرح تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام ابن مبارک نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کو روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز کا نقشہ لوگوں کو پڑھ کر دکھایا، لیکن سنن طحاوی میں نماز کا نقشہ نہیں صرف زبانی بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے تھے۔چونکہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے یہ روایت اس طرح سنی تھی (یعنی ابن مسعود کے عمل کے ساتھ) اس لیے اس حدیث پر اعتراض کر دیا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ سے قولا

مروی ہے۔ حقیقتاً دیکھا جائے تو یہ اعتراض بنتا نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھانے اور اس کو زبانی بیان کرنے میں کوئی تضاد نہیں، اس لیے کہ راوی ایک مرتبہ حدیث کو عملاً بیان کرتا ہے اور دوسری مرتبہ قولاً بیان کرتا ہے، یہ حدیث کے غیر ثابت ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب نمبر3:

بالفرض یہ جرح اگر فعلی روایت پر ہو تو ہم کہتے ہیں کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس اعتراض کو نقل کرنے والے ان کے شاگرد سفیان بن عبد الملک المروزی ہیں۔ (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

اور یہ آپ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے:

من کبار اصحاب ابن المبارك (تقریب التہذیب لابن حجر ص:278)

لیکن ان کے ایک اور شاگرد سوید بن نصر المروزی نے اسی حدیث کو آپ ہی سے بلا اعتراض نقل کیا ہے۔(سنن النسائی ج1 ص158 باب ترک ذلک)

اور یہ آپ کے آخری عمر کے شاگرد ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے:

کان راویة ابن المبارك (تہذیب التہذیب لابن حجر ج:3، ص:110)

معلوم ہوا کہ یہ اشکال آپ کو اول عمر میں تھا جسے آپ نے اپنے قدیمی شاگردوں کو نقل کرایا تھا لیکن آخر عمر میں جب آپ نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہ روایت سنی تو اپنے صغیر شاگرد سوید بن نصر المروزی کو بلا اعتراض املاء کرائی جیسا کہ سنن النسائی (ج:1 ص:157) میں یہ حدیث بلا اعتراض موجود ہے معلوم ہوا کہ آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرما لیا تھا۔

جواب نمبر4:

اس حدیث کو بے شمار فقہاء اور محدثین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔

امام ترمذی م 279ھ: حسن۔۔ وفی نسخة: حسن صحیح (جامع الترمذی ج1 ص159، شرح سنن ابی داود ج2 ص346)

امام الدار قطنی م 385ھ: اسنادہ صحیح (کتاب العلل للدار قطنی ج5 ص172 سوال 804)

امام ابن حزم م 456ھ: صَحَّ خَبَرُ ابْنِ مَسْعُودٍ (المحلی بالآثار ج2 ص578)

امام ابن القطان الفاسی م 628ھ: والحدیث عندی -لعدالة رواته- أقرب إلی الصحة (بیان الوھم والإیھام للفاسی ج5 ص367)

امام زیلعی م 762ھ: و الرجوع الی صحة الحدیث لورودہ عن الثقات (نصب الرایة للزیلعی ج1 ص396)

امام العینی م 855ھ: قد صح (شرح سنن ابی داود ج2 ص346)

امام انور شاہ الکشمیری م 1350ھ: رواہ الثلاثة و ھو حدیث صحیح۔ (نیل الفرقدین ص56)

حتی کہ مشہور غیر مقلدین نے بھی اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے:

احمد شاکر المصری غیر مقلد: الحق انه حدیث صحیح و اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (شرح الترمذی ج2 ص43)

ناصر الدین البانی: والحق انه حدیث صحیح و اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (مشکوۃ المصابیح بتحقیق الالبانی ج1 ص254)

لہٰذا حدیث بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

اعتراض نمبر2:

حدیث ابن مسعود صحیح نہیں ہے کیونکہ اس پر امام ابو داود نے اعتراض کیا ہے: **قال ابوداود: ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی ھذا اللفظ** (ابوداود ص117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع رقم الحدیث 748 طبع دارلسلام)

جواب نمبر 1:

سنن ابی داؤد کے کئی نسخے ہیں جن میں سے پانچ بہت مشہور ہیں۔

1: نسخہ ابو علی اللولوی۔۔۔(مکتبہ امدادیہ پاکستان) اور یہ نسخہ امام ابوداود کی وفات والے سال کا ہے اور تمام نسخوں میں سے سب سے زیادہ صحیح ہے، جیسا کہ محشی سنن ابی داود نے تصریح کی ہے:

الامام الحافظ ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللووی البصری روی عن ابی داود هذا السنن فی المحرم سنة خمس وسبعين وماتين وروايته من اصح الروايات لانها من آخر ما املى ابو داود وعليها مات (حاشیہ ابی داود ج1 ص2)

اس نسخہ میں یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

2: نسخہ ابن داسۃ۔۔۔ یہ نسخہ امام ابوسلیمان خطابی نے خود ابوبکر بن داسہ سے رویت کیا ہے اور اس کی شرح معالم السنن کے نام سے لکھی ہے جو کہ مطبوع ہے۔ یہ اعتراض اس نسخہ میں بھی موجود نہیں ہے۔

3: نسخہ ابوعیسی الرملی۔۔۔ یہ نسخہ ابن داسہ کے نسخہ سے ملتا جلتا ہے جیسا کہ أبو المنذر خالد بن إبراهيم المصري نے تصریح کی ہے:

ورواية ابن داسة أكمل الروايات، ورواية الرملي تقاربها (مقدمۃ التحقیق شرح سنن ابی داود للعینی ج1 ص33)

جب نسخہ داسہ میں یہ اعتراض نہیں ہے تو نسخہ رملی میں بھی نہ ہوگا۔

4: نسخہ ابن الاعرابی۔۔۔ یہ نسخہ نامکمل ہے، بہت سی کتب اس میں نہیں ہیں۔

قال أبو المنذر خالد بن إبراهيم المصري: رواية ابن الأعرابي يسقط منها كتاب الفتن والملاحم والحروف والخاتم ونحو النصف من كتاب اللباس وفاته أيضاً من كتاب الوضوء والصلاة والنكاح أوراق كثيرة. (مقدمۃ التحقیق شرح سنن ابی داود للعینی ج1 ص33)

5: نسخہ ابن العبد۔۔۔ ان کا نام ابوالحسن ابن العبد الانصاری ہے۔ یہ بھی سنن کا ایک نسخہ روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج3 ص9)

مندرجہ بالا پانچ نسخوں میں سے یہ اعتراض صرف نسخہ ابن العبد میں ہے جیسا کہ امام مغلطائی نے تصریح کی ہے:

اعترض على هذا بما ذكره أبو داود في رواية ابن العبد قال: هذا حديث مختصر من حديثه، وليس بصحيح على هذا اللفظ. (شرح سنن ابن ماجہ للمغلطائی ج ص 1467)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ اعتراض امام ابوداود کو اول عمر میں تھا جسے آپ کے شاگرد ابن العبد نے نقل کیا ہے لیکن بعد میں آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرمالیا۔ اس لیے باقی نسخوں خصوصا نسخہ ابو علی اللولوی میں (جو وفات والے سال کا نسخہ ہے) یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

جواب نمبر 2:

اگر اس جرح کو مان بھی کیا جائے تب بھی یہ مبہم ہے اور مبہم جرح قابل قبول نہیں (جیسا کہ حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر 3:

امام ابوداود نے زیر بحث حدیث کو جس طویل حدیث کا اختصار قرار دیا ہے وہ جزء رفع الیدین للبخاری میں موجود ہے:

حدثنا الحسن بن الربيع، حدثنا ابن إدريس، عن عاصم بن كليب، عن عبد الرحمن بن الأسود، حدثنا علقمة أن عبد الله رضي الله عنه قال: «علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلاة: فقام فكبر ورفع يديه، ثم ركع، فطبق يديه جعلهما بين ركبتيه فبلغ ذلك سعدا فقال: صدق أخي قد كنا نفعل ذلك في أول الإسلام ثم أمرنا بهذا». قال البخاري: «وهذا المحفوظ عند أهل النظر من حديث عبد الله بن مسعود (جزء رفع الیدین للبخاری ص292 رقم الحدیث 33)

اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیر بحث حدیث کو اس طویل حدیث کا اختصار بھی قرار دیا جائے تو بھی یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا، کیونکہ اگر اس مختصر حدیث میں جو الفاظ (لم یعد وغیرہ) ہیں وہ طویل حدیث میں نہیں تو یہ زیادت ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے [حوالہ جات گزر چکے ہیں]

محدث کبیر مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لو سلم انه مختصر من هذا الحديث الطويل ففي المختصر زيادة لفظ ليس في الطويل و زيادة ثقة مقبولة عند اهل الحديث (بذل المجہود ج2 ص22 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

پس یہ اعتراض درست نہیں اور حدیث صحیح ہے۔

فائدہ: سنن ابی داود کا نسخہ عرب ممالک میں پہلے دار الفکر بیروت بتحقیق عبد الحمید طبع ہوا تھا، اس میں بریکٹ لگا کر اس اعتراض کو لکھا گیا تھا لیکن اس کے بعد دار السلام کے غیر مقلدین نے بریکٹ کو ہٹا کر اسی اعتراض کو متن میں لگا دیا ہے۔

اعتراض نمبر 3:

غیر مقلدین خصوصا زبیر علی زئی کہتا ہے کہ حدیث ابن مسعود کی سند میں سفیان ثوری ہے جو کہ غضب کا مدلس ہے اور مدلس کا حکم یہ ہے کہ اس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی تصریح کرے یا اس کی کوئی معتبر متابعت موجود ہو اور یہاں سماع کی تصریح نہیں ہے، نیز اس روایت میں یہ عاصم بن کلیب سے منفرد بھی ہے، کوئی معتبر متابعت نہیں ہے۔ لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ (نور العینین: ص118 تا 128)

جواب نمبر 1:

امام سفیان ثوری بخاری و مسلم کے ثقہ بالاجماع راوی ہیں اور عند الجمہور یہ طبقہ ثانیہ کے مدلس ہیں جیسا کہ ائمہ حضرات نے ان کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ (جامع التحصیل فی احکام المراسیل لابی سعید العلائی ص113، طبقات المدلسین لابن حجر ص64، التعلیق الامین علی کتاب التبیین لاسماء المدلسین لابن العجمی ص92، جزء منظوم فی اسماء المدلسین لبدیع الدین غیر مقلد ص89)

اور طبقہ ثانیہ کی تدلیس عند المحدثین صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔ پس یہ حدیث صحیح ہے۔

جواب نمبر 2:

امام سفیان ثوری اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ دیگر ثقات بالاجماع روات نے ان کی متابعت تامہ کر رکھی ہے، مثلاً۔۔۔

1: امام ابو بکر النہشلی (م ت س ق)

وَرَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، وعَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الله.

(کتاب العلل للدار قطنی ج5 ص172 سوال 804)

2: امام وکیع بن الجراح (ع)

حدثنا عبد الوارث بن سفيان قال حدثنا قاسم بن أصبغ قال حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل قال حدثني أبي قال حدثنا وكيع عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال قال ابن مسعود (التمہید لابن عبد البر ج4 ص189)

لہذا تفرد کا اعتراض باطل ہے، اور حدیث ابن مسعود صحیح ہے۔

دلیل نمبر 5:

روى الامام ابوبكر اسماعيلي قال حدثنا عبد الله بن صالح بن عبد الله أبو محمد صاحب البخاري صدوق ثبت قال: حدثنا إسحاق بن إبراهيم الْمَرْوَزِيُّ، حدثنا محمد بن جابر السُّحَيْمِيُّ، عن حماد، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله، قال:

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکر وعمر ،فلم یرفعوا أیدیھم إلا عند افتتاح الصلاۃ۔

اسناد صحیح ورواتہ ثقاۃ

(کتاب المعجم لابی بکر اسماعیلی ج2ص693،692رقم154،مسند ابی یعلی ص922رقم5037)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ہیں، ان پر ائمہ نے جرح کی ہے۔ نیز آخر عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور اختلاط کا شکار بھی تھے۔ ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں تھیں اور یہ تلقین کو قبول کرنے لگے تھے۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب:

محمد بن جابر یمانی عند الجمہور ثقہ وصدوق ہیں، درج ذیل ائمہ نے ان کی توثیق و مدح فرمائی ہے:

امام عمرو بن علی الفلاس:

قال الفلاس: صدوق کثیر الوھم (شرح سنن ابن ماجۃ للمغلطای ج1ص435، الجرح و التعدیل ج7ص219)

امام ابو حاتم الرازی:

قال عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی: وسئل ابی عن محمد بن جابر وابن لھیعۃ فقال محلھما الصدق ومحمد بن جابر احب إلی من ابن لھیعۃ. (الجرح والتعدیل ج7ص219،220)

ابو زرعہ الرازی:

قال ابن ابی حاتم الرازی: وسمعت أبی وأبا زرعۃ یقولان من کتب عنہ بالیمامۃ وبمکۃ فھو صدوق (تہذیب التہذیب ج9ص77)

امام نور الدین الہیثمی:

محمد بن جابر السحیمی وفیہ کلام کثیر وھو صدوق فی نفسہ صحیح الکتاب ولکنہ ساء حفظہ (مجمع الزوائد: ج2ص479، ج3ص349)

امام عبد اللہ بن عدی الجرجانی:

قال الامام أبو أحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی: وعند إسحاق بن أبی إسرائیل عن محمد بن جابر کتاب أحادیث صالحۃ وکان إسحاق یفضل محمد بن جابر علی جماعۃ شیوخ ھم أفضل منہ وأوثق وقد روی عن محمد بن جابر کما ذکرت من الکبار أیوب وابن عون وھشام بن حسان والثوری وشعبۃ وابن عیینۃ وغیرھم ممن ذکرتھم ولولا أن محمد بن جابر فی ذلك المحل لم یروعنہ ھؤلاء الذین ھو دونھم وقد خالف فی أحادیث ومع ما تکلم فیہ من تکلم یکتب حدیثہ (الکامل لابن عدی ج6ص153)

امام ذہلی:

وقال الذھلی لا بأس بہ (تہذیب التہذیب ج9ص75)

امام ابو الولید:

قال ابو الولید: نحن نظلم محمد ابن جابر بامتناعنا من التحدیث عنہ. (تہذیب التہذیب ج9ص78)

لہذا محمد بن جابر یمانی سے مروی روایت کم از کم حسن درجہ کی ہے۔ رہا اختلاط اور کتب کے ضائع ہونے کی وجہ سے تلقین قبول کرنے کا اعتراض تو ائمہ اصول ان جیسے روات کے متعلق ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں :

امام نووی: وحکم المختلط أنہ لا یُحتج بما روی عنہ فی الاختلاط أو شك فی وقت تحملہ، ویحتج بما روی عنہ قبل الاختلاط

(تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج1ص242)

امام خطیب بغدادی: محمد بن خلاد الاسکندرانی کے تذکرہ میں ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں:

كل من سمع منه قديما قبل ذهاب كتبه فحديثه صحيح ومن سمع منه بعد ذلك فليس حديثه بذاك (الکفایۃ: ص153)

اور امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم الرازی نے تصریح فرمائی ہے کہ محمد بن جابر سے جس نے یمامہ اور مکہ میں روایت لی ہے وہ اس وقت صدوق تھے۔

وقال عبد الرحمن بن ابي حاتم الرازي: وسمعت أبي وأبا زرعة يقولان من كتب عنه باليمامة وبمكة فهو صدوق

(تہذیب التہذیب ج9 ص77)

اور ہماری پیش کردہ روایت میں بھی امام اسحاق بن ابراہیم المروزی نے ان سے یمامہ میں روایت کی ہے جیسا کہ ائمہ نے تصریح کی ہے:

1: قال الامام محمد بن سعد في ترجمة اسحاق بن ابراهيم المروزي : وكان رحل الى محمد بن جابر باليمامة فكتب كتبه ،وقدم البصرة من اليمامة بعد موت ابي عوانة بيومين او ثلاثة (طبقات ابن سعد جزء7 ج7 ص353)

2: قال أبو يعقوب إسحاق بن أبي إسرائيل لما انصرفت من اليمامة من عند هذا الشيخ يعني محمد بن جابر الخ (تاریخ بغداد ج5 ص357)

3: قال الامام أبو أحمد عبدالله بن عدي الجرجاني: وعند إسحاق بن أبي إسرائيل عن محمد بن جابر كتاب أحاديث صالحة وكان إسحاق يفضل محمد بن جابر على جماعة شيوخ هم أفضل منه وأوثق الخ (الکامل لابن عدی ج6 ص153)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ محمد بن جابر الیمامی سے اسحاق المروزی کا سماع قبل الاختلاط کا ہے اور انہوں نے سماع حدیث کتاب سے کی ہے۔ پس اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر6:

روى الامام اعظم ابوحنيفه رحمه الله يقول سمعت الشعبي يقول سمعت البراء بن عازب رضى الله عنه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه لايعود برفعهما حتى يسلم من صلوته.

اسناده صحيح على شرط البخاري ومسلم

(مسند ابی حنیفۃ بروایۃ ابی نعیم ص344 رقم 225 وفی نسخۃ ص156 طبع الریاض)

دلیل نمبر7:

روى الامام أبو داود السجستاني :قال حدثنا محمد بن الصباح البزاز نا شريك عن يزيد بن ابي زياد عن عبدالرحمن بن ابي ليلىٰ عن البراء ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لايعود.

اسناده صحيح على شرط المسلم

(سنن ابی داود ج1 ص116 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، مسند ابی یعلیٰ ص400 رقم الحدیث 1690، 1691، 1692)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یزید بن ابی زیاد کوفی راوی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ تلقین کو قبول کرتا تھا۔ یہ حدیث تغیر حفظ کے بعد کی ہے نیز ثم "لایعود" کا جملہ ان کے قدماء اصحاب نے بیان نہیں کیا ہے۔ پس یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب:

امام یزید بن ابی زیاد کوفی تابعی بخاری تعلیقاً، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ ایک جماعت محدثین نے ثقہ، صدوق، عدل قرار دیا ہے مثلاً:

امام جرير بن عبدالوليد: يزيد احسنهم استقامة في الحديث (الجرح والتعدیل ج9 ص327)

امام أبو داود: لا أعلم أحدا ترك حديثه (سیر اعلام النبلاء ج5 ص381)

امام ترمذی: یزید بن ابی زیاد سے مروی کئی روایات کو حسن صحیح اور کئی جگہ حسن قرار دیا۔

(باب ماجاء فی المنی والمذی، باب ماجاء من الرخصة في ذلک [الحجامة للصائم]، باب ماجاء في مواقيت الإحرام لأهل الآفاق، باب مناقب العباس بن عبد المطلب)

امام احمد بن حنبل: قال كما قال جرير (الجرح والتعدیل ج9ص327)

احمد بن صالح: يزيد بن أبي زياد ثقة لا يعجبني قول من يتكلم فيه (تاریخ الثقات لابن شاہین ص256، معرفة الثقات للعجلی ج2ص364)

امام سفيان الثوری: فهو على العدالة والثقة وإن لم يكن مثل منصور والحكم والأعمش فهو مقبول القول ثقة.

(المعرفة والتاریخ للفسوی ج3ص175)

امام االشیخ ابن دقيق العيد: ويزيد بن أبي زياد معدود في أهل الصدق، كوفي، يكنى أبا عبد الله (نصب الرایۃ ج1ص477)

امام ابو الحسن: يزيد بن أبي زياد، جيد الحديث (نصب الرایۃ ج1ص477)

امام الذهبی: [يزيد بن أبي زياد] الامام المحدث أبو عبد الله، الهاشمي (سیر اعلام النبلاء ج5ص380)

مشہور غیر مقلد احمد محمد شاکر شرح ترمذی میں یزید کی کافی توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: والحق انه ثقة

پھر امام شعبہ سے توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وهذا نهاية التوثيق من شعبة وهو امام الجرح والتعديل ... فقد اصاب الترمذي في تصحيحه (شرح الترمذی ج1ص195)

مزید آگے جا کر لکھتے ہیں:

فمدار الحديث على يزيد ابن ابي زياد وهو ثقة صحيح الحديث وقد تكلمنا عليه تفصيلا فيما مضى (شرح الترمذی ج2ص409)

لہٰذا عند الجمہور یزید ثقہ، صدوق، عادل ہے، رہا حافظہ کی خرابی اور تلقین قبول کرنے کا اعتراض تو امام ابن حبان نے تصریح کی ہے:

وكان يزيد صدوقا إلا أنه لما كبر ساء حفظه وتغير، فكان يتلقن مالقن، فوقع المناكير في حديثه ... فسماع من سمع منه قبل دخوله الكوفة في أول عمره سماع صحيح (کتاب المجروحین لابن حبان ج3ص100)

اس روایت میں آپ کے شاگرد شریک آپ سے "ثم لا يعود" کا جملہ نقل کیا ہے اور یہی جملہ آپ کے کبار اصحاب نے بھی نقل کیا ہے، مثلاً:

امام سفیان الثوری:

حدثنا أبو بكرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفيان قال ثنا يزيد بن أبي زياد عن بن أبي ليلى عن البراء بن عازب رضى الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا كبر لافتتاح الصلاة رفع يديه حتى يكون إبهاماه قريبا من شحمتي أذنيه ثم لا يعود

(سنن الطحاوی ج1ص162)

امام ہشیم بن بشیر:

حدثنا إسحاق حدثنا هشيم عن يزيد بن أبي زياد عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن البراء قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلاة كبر ورفع يديه حتى كادتا تحاذيان أذنيه ثم لم يعد (مسند ابی یعلی ص400رقم الحدیث 1691)

امام ابن عیینہ:

عبد الرزاق عن بن عيينة عن يزيد عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن البراء بن عازب مثله وزاد قال مرة واحدة ثم لا تعد لرفعها في تلك الصلاة (مصنف عبد الرزاق ج2ص45رقم الحدیث 2534)

امام اسماعیل بن زکریا:

حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد نا محمد بن سليمان لوين ثنا إسماعيل بن زكريا ثنا يزيد بن أبي زياد عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن البراء أنه: رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلاة رفع يديه حتى حاذى بهما أذنيه ثم لم يعد إلى شيء من ذلك

حتی فرغ من صلاتہ (سنن الدار قطنی ص196 رقم الحدیث 1116)

امام ابن ادریس:

حدثنا إسحاق حدثنا ابن إدريس قال: سمعت يزيد بن أبي زياد عن ابن أبي ليلى عن البراء قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم رفع يديه حين استقبل الصلاة حتى رأيت إبهامية قريبا من أذنيه ثم لم يرفعهما (مسند ابی یعلی ص400 رقم الحدیث 1692)

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ "ثم لا يعود" کا جملہ تغیر حفظ سے پہلے کا جسے آپ کے کبار اصحاب نے بھی ذکر کیا ہے، پس حدیث صحیح ہے۔

دلیل نمبر 8:

روى الامام أبو بكر عبدالله بن الزبير الحميدى: قال [حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال] ثنا الزهرى قال اخبرنى سالم بن عبدالله عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدتين،

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط البخارى ومسلم

(مسند الحمیدی ج2 ص277 رقم 614 طبع بیروت، مسند ابی عوانہ ج1 ص334 باب بیان افتتاح الصلوۃ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ روایت اثبات رفع الیدین کی تھی مگر حنفیوں نے تحریف کر کے ترک رفع الیدین کی بنادی۔ نسخہ ظاہریہ دمشقیہ میں اثبات ہی کی ہے۔ (نور العینین ص68 و ص71 وغیرہ)

جواب اول:

یہ روایت "الحمیدی عن سفیان ابن عیینہ" کے طریق سے مروی ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو اس طریق سے تخریج نہیں کیا۔ اپنے "جزء رفع الیدین" میں امام حمیدی کے طریق سے موقوف روایت کو تو نقل کیا ہے لیکن مرفوع روایت کو تخریج نہیں کیا، حالانکہ امام بخاری کا ضابطہ ہے:

قال الحاكم كان البخارى اذا وجد الحديث عند الحميدى لا يعوده الى غيره

(تقریب التہذیب ص288 ج1، تہذیب التہذیب ص142 ج3، جزء رفع الیدین ص272 رقم 15)

اگر من طریق الحمیدی عن سفیان ابن عیینہ والی روایت اثبات رفع الیدین عند الرکوع کی ہوتی تو امام بخاری اس کو ضرور تخریج کرتے۔ پس تحریف والا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر 2:

تحریف والا اعتراض اس لیے بھی باطل ہے کہ امام ابو عوانہ نے بھی من طریق سفیان عند الرکوع ترک رفع کی حدیث بھی نقل کی ہے۔

(مسند ابی عوانہ ج1 ص334)

نیز امام محمد بن حارث القیروانی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر ہی سے دیگر طرق سے ترک رفع الیدین عند الرکوع کی سنداً صحیح حدیثیں نقل کی ہیں۔ (اخبار الفقہاء ص214، ابو اعوانہ ص334 ج1 خلافیات بیہقی بحوالہ شرح سنن ابن ماجہ للمغلطائی ص1472 ج5)

دلیل نمبر 9:

روى الإمام أبو عوانة يعقوب بن إسحاق الاسفرائنى: قال حدثنا عبدالله بن ايوب الْمُخَرِّمِيُّ و سَعْدان بن نصر

وشعیب بن عمر وفی آخرِین قالوا حدثنا سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بہما وقال بعضہم حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع لایرفعھما وقال بعضہم ولا یرفع بین السجدتین،

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(مسند ابی عوانۃ ج1 ص334 بیان رفع الیدین فی افتتاح الصلاۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیہ وللرکوع ولرفع رأسہ من الرکوع وأنہ لا یرفع بین السجدتین، رقم 1251، الخلافیات للبیھقی بحوالہ شرح سنن ابن ماجہ لمغلطائی ج5 ص1472 باب رفع الیدین اذارکع واذا رفع راسہ من الرکوع وقال لاباس بسندہ)

دلیل نمبر 10:

روی الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن الحارث الخشنی القیروانی : قال حدثنی عثمان بن محمد قال قال لی عبیداللہ بن یحیی حدثنی عثمان بن سوادۃ ابن عباد عن حفص بن میسرۃ عن زید بن اسلم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ نرفع ایدینا فی بدء الصلوۃ وفی داخل الصلوۃ عندالرکوع فلما ہاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ ترک رفع الیدین فی داخل الصلوۃ عندالرکوع وثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلوۃ.

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقاۃ

(اخبار الفقہاء والمحدثین ص214 رقم 378 طبع بیروت)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس روایت کے راوی محمد بن حارث نے روایت ذکر کرنے سے پہلے تصریح کی ہے:

وھو من غرائب الحدیث واراہ من شواذھا (اخبار الفقہاء والمحدثین ص214)

یعنی یہ حدیث غریب بلکہ شاذ ہے۔ لہذا ضعیف وناقابل استدلال ہے۔

جواب اول:

غرابت وجہ ضعف نہیں ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ حدیث غریب ہو اور صحیح بھی ہو۔ چنانچہ امام حاکم ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

رواہ البخاری فی الجامع الصحیح ... وھو من غرائب الصحیح (معرفت علوم الحدیث: ص:94)

آگے لکھتے ہیں:

رواہ مسلم فی المسند الصحیح عن أبی بکر بن أبی شیبۃ وغیرہ عن سفیان وھو غریب صحیح (معرفت علوم الحدیث: ص95)

جواب ثانی:

غیر مقلدین اگر یہ کہیں کہ عثمان بن سوادہ (جس کا ترجمہ امام قیروانی لائے ہیں) غریب حدیث لاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری و مسلم کے بہت سے راوی غریب الحدیث ہیں: مثلاً

1: امام احمد بن صباح النہشلی ..ثقہ، حافظ، لہ غرائب. تقریب ج1 ص16)

2: امام ابراھیم بن اسحاق البنانی ..صدوق، یغرب (تقریب ص25 ج1)

3: امام اسباط بن نصر ...صدوق، کثیر الخطاء، یغرب (تقریب ص40 ج1)

4 ابراھیم بن طہمان الخراسانی ... ثقہ، یغرب (تقریب ص29 ج1)

5: حکام بن سلم ... ثقہ، لہ غرائب (تقریب ص132 ج1)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

جواب ثالث:

شاذ کی دو تعریفیں کی گئیں ہیں :

1: فأما الشاذ فإنه حديث يتفرد به ثقة من الثقات۔(معرفت لعلوم الحدیث للحاکم ص119)

یعنی تفرد من الثقات کو شاذ کہا جاتا ہے لیکن یہ تعریف مرجوح ہے، راجح تعریف یہ ہے:

2: قال الشافعي ليس الشاذ من الحديث أن يروي الثقة ما لا يرويه غيره هذا ليس بشاذ إنما الشاذ أن يروي الثقة حديثا يخالف فيه الناس هذا الشاذ من الحديث (معرفت لعلوم الحدیث للحاکم ص119، مقدمۃ ابن الصلاح ص76 وغیرہ)

اسی کو حافظ ابن حجر نے راجح فرمایا ہے:

وهذا هو المعتمد في تعريف الشاذ بحسب الاصطلاح (نزہۃ النظر ص213، الشرح للقاری ص336)

مخالفت ثقات والی تعریف جو کہ راجح ہے حدیث ابن عمر پر صادق نہیں آتی کیونکہ کسی ثقہ راوی نے ایسی کوئی صحیح حدیث بیان نہیں کی جس میں وفات تک کے الفاظ مروی ہوں۔ لہذا یہ حدیث تفرد من الثقات کے قبیل سے ہے جو جمہور ائمہ فقہاء و محدثین کے ہاں بالاتفاق مقبول ہے:

قال الجمهور من الفقهاء وأصحاب الحديث زيادة الثقة مقبولة إذا انفرد بها (الکفایہ ص365)

لہذا شاذ و غریب کی جرح مردود ہے اور یہ حدیث صحیح اور حجت ہے۔

دلیل نمبر 11:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و سلم فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و سلم فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ رضی اللہ عنہما اَنَا كُنْتُ اَحْفَظُكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و سلم رَاَيْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اِسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضَهُمَا الخ

(صحیح البخاری: ج1 ص114، صحیح ابن خزیمۃ: ج1 ص298)

اعتراض:

عدمِ ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں آتا۔ محمد قاسم نانوتوی (بانی مدرسہ دیوبند) نے لکھا: "مذکور نہ ہونا معدوم ہونے کی دلیل نہیں۔" اور سنن ابی داؤد میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔

جواب:

اولاً: ہمارا موقف یہ ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے، اس کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث میں حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں، باقی مقامات کا ذکر نہیں کرتے۔ اس سے ہمارا موقف ثابت ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا قول اس استدلال کے خلاف نہیں، اس لیے کہ اصول ہے:

السكوت في معرض البيان بيان (مرعاۃ المصابیح لعبید اللہ المبارکپوری ج3 ص385، روح المعانی ج18 ص7)

وہ مقام جہاں ایک شے کو بیان کرنا چاہیے، وہاں اس کے بیان کو چھوڑنے کا مطلب اس شے کا عدم بیان کرنا ہوتا ہے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نماز کے اس نقشہ کو بیان فرما رہے ہیں جو دیکھنے سے نظر آتا ہے کما فی الحدیث "رایتہ" (میں نے

انھیں دیکھا)۔ اگر رفع یدین عند الرکوع وبعد الرکوع ہوتا تو ضرور بیان کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع یدین نہیں ہوتا تھا۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا قاعدہ مطلق ہے اور ہمارا بیان کردہ اصول ایک قید "فی معرض البیان" کے ساتھ مقید ہے۔ دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

ثانیاً: ابو داود کی محولہ روایت کا تفصیلی جواب تو غیر مقلدین کی دلیل نمبر 5 کے تحت آئے گا۔ مختصر یہ کہ اس روایت میں ایک راوی عبد الحمید بن جعفر ہے جو کہ ضعیف، خطاکار اور قدری ہے۔ امام نسائی، امام ابو حاتم، امام سفیان ثوری، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن معین، امام ابن حبان، امام ترمذی، امام طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے اس پر جرح کی ہے۔ نیز یہ روایت منقطع بھی ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابو قتادہ سے نہیں اور سنداً متناً بھی یہ روایت مضطرب ہے۔ لہذا یہ روایت ناقابلِ احتجاج ہے۔

دلیل نمبر 12:

روی الامام الحافظ المحدث مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری: حدثنا أبو بکر بن أبی شیبة وأبو کریب قالا حدثنا أبو معاویة عن الأعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی أراکم رافعی أیدیکم کأنها أذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاة

(صحیح مسلم ج 1 ص 181 باب الامر بالسکون فی الصلوۃ، السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 280 جماع ابواب الخشوع فی الصلوۃ والاقبال علیہا، صحیح ابن حبان ص 584 رقم 1878 باب ذکر مایستحب للمصلی رفع الیدین، سنن ابی داود ج 1 ص 150 باب فی السلام، سنن النسائی ج 1 ص 176 باب السلام بالایدی فی الصلوۃ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں حدیث جابر بن سمرہ میں اشارہ عند السلام فی التشہد سے منع کیا گیا ہے، ترک رفع الیدین سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی لیے علماء نے اسے باب السلام میں ذکر کیا ہے نہ کہ باب رفع الیدین میں۔ نیز علماء دیوبند سے پہلے کسی نے بھی اس حدیث سے نفی اور منع رفع یدین پر استدلال نہیں کیا۔

جواب شق 1:

اس حدیث کا ترک رفع الیدین سے تعلق ہے، کیونکہ اس میں اسکنوا في الصلاۃ کے الفاظ ہیں اور علامہ بدر الدین عینی اور امام زیلعی نے اس حدیث کے متعلق تصریح کی ہے: انما یقال ذلک لمن یرفع یدیہ فی اثناء الصلوۃ وھو حالۃ الرکوع او السجود ونحو ذلک

(شرح سنن ابی داود للعینی ج 3 ص 297، نصب الرایہ ج 1 ص 472)

لہذا اس کا تعلق منع رفع یدین کے ساتھ ہے نہ کہ تشہد کے ساتھ۔

جواب شق 2:

علماء نے اس حدیث کو رفع یدین یا ترک رفع یدین کے باب میں بھی ذکر فرمایا ہے، مثلاً۔۔

1: امام ابن حبان نے اس حدیث کو "ذکر ما یستحب للمصلی رفع الیدین عند قیامہ من الرکعتین من صلاتہ" میں ذکر کیا ہے۔

(صحیح ابن حبان ص 584 رقم الحدیث 1878)

2: علامہ زمخشری نے اس حدیث کو "باب لا ترفع الایدی فی الصلوۃ الا عند افتتاح الصلوۃ" میں ذکر کیا ہے۔

(روس المسائل الخلافیہ بین الحنفیۃ والشافعیۃ ج 1 ص 156)

3: امام ابو محمد علی بن زکریا المنبجی نے اس حدیث کو "باب لا ترفع الایدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منہ" میں ذکر کیا ہے۔

(اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج 1 ص 256)

4: امام ابو الحسن القدوری اس حدیث کو "باب لا ترفع الیدین فی تکبیر الرکوع" میں لائے ہیں۔ (التجرید للقدوری ج2 ص519)

جواب شق 3:

علماء وفقہاء نے اس حدیث سے نفی اور منع رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ مثلاً:

1: قال الامام النووی: وقال أبو حنیفة والثوری وابن ابی لیلی وسائر اصحاب الرأی لا یعرف یدیه فی الصلاة الا لتکبیرة الاحرام وهی روایة عن مالك واحتج لهم بحدیث البراء بن عازب رضی الله تعالی عنهما... وعن جابر بن سمرة رضی اللله عنه قال " قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مالی اراکم رافعی ایدیکم

(المجموع شرح المهذب ج3 ص400 فصل في مسائل مهمة تتعلق بقراءة الفاتحة)

2: قال الامام ابن عبد البر: وقد احتج بعض المتأخرین للکوفیین ومن ذهب مذهبهم فی رفع الیدین بما حدثنا... عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مالی أراکم (التمهید لابن عبد البر ج4 ص194)

3: امام ابو الحسن القدوری: (التجرید للقدوری ج2 ص519 باب لا ترفع الیدین فی تکبیر الرکوع)

4: علامه زمخشری: (روس المسائل الخلافیہ بین الحنفیۃ والشافعیۃ ج1 ص156 باب لا ترفع الایدی فی الصلوۃ الا عند افتتاح الصلوۃ)

5: امام ابو محمد علی بن زکریا المنبجی: (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج1 ص256 باب لا ترفع الایدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منہ)

دلیل نمبر 13:

روی الامام الحافظ المحدث أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوی: قال حدثنا ابن ابی داود قال حدثنا نعیم بن حماد قال ثنا الفضل بن موسی قال ثنا ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر وعن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة وعند البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفات وبمزدلفة وعند الجمرتین۔

وبه قال حدثنا فهد ثنا الحمانی قال المحاربی عن ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله.

(سنن الطحاوی ج1 ص416 باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت، المعجم الکبیر للطبرانی ج5 ص428 رقم الحدیث 11904، صحیح ابن خزیمۃ ج4 ص209 رقم 2703 باب کراہیۃ رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابن عباس اور ابن عمر کی سند میں قاضی ابن ابی لیلی ہے، اور یہ ضعیف ہے۔

جواب:

امام ابن ابی لیلی کی جمہور ائمہ نے تعدیل وتوثیق کی ہے، مثلاً

1: امام أحمد بن یونس [شیخ البخاری]: کان أفقه أهل الدنیا. (میزان الاعتدال ج4 ص175، تذکرۃ الحفاظ ج1 ص129)

2: امام زائدۃ: کان أفقه أهل الدنیا. (سیر اعلام النبلاء ج6 ص311)

3: امام أحمد بن عبد اللہ العجلی: کان فقیها صدوقا، صاحب سنة، جائز الحدیث، قارئا عالما، قرأ علیه حمزة الزیات (میزان الاعتدال ج4 ص175، تہذیب التہذیب)

4: امام ابو یوسف القاضی: ما ولی القضاء أحد أفقه فی دین الله، ولا أقرأ لکتاب الله، ولا أقول حقا بالله، ولا أعف عن الاموال - من ابن أبی لیلی. (میزان الاعتدال ج4 ص176)

5: امام ابوحاتم الرازی: محله الصدق کان سیئ الحفظ (الجرح والتعدیل ج7ص322)

6: امام ابوزرعہ الرازی: ھو صالح لیس باقوی ما یکون (الجرح والتعدیل ج7ص322)

7: امام عطاء بن ابی رباح: قال ابن أبی لیلی: دخلت علی عطاء، فجعل یسألنی، فکأن أصحابه أنکروا علیه ذلك، وقالوا: تسأله؟ قال: وما تنکرون؟ هو أعلم منی. (میزان الاعتدال ج4ص176)

8: علامہ ابن حجر: له ذکر فی الاحکام من صحیح البخاری قال أول من سأل علی کتاب القاضی البینة ابن أبی لیلی وسوار.
(تہذیب التہذیب ج5ص706)

9: امام سفیان الثوری: فقهاؤنا ابن أبی لیلی وابن شبرمة (تہذیب التہذیب ج5ص707)

10: امام ترمذی: کئی مقامات پر اس کی حدیث کو حسن صحیح فرمایا ہے۔
(باب ماجاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال مالم يكن جنبا، باب ماجاء متى تقطع التلبية في العمرة، باب ماجاء في كراهية الشرب في آنية الذهب والفضة وغيره)

11: امام ذہبی: حدیثه فی وزن الحسن (تذکرۃ الحفاظ ج1ص128)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابن ابی لیلی عند الجمہور فقیہ، ثقہ، صدوق اور عادل ہے۔ جیسا کہ امام ذہبی نے تصریح کی ہے کہ امام ابن ابی لیلی حسن الحدیث ہیں اور جب دیگر احادیث اس کی متابعت کریں تو یہ درجہ صحیح کو پہنچ جائے گی۔ یہی بات علامہ شاکر غیر مقلد نے لکھی ہے:
و مثل هذا [ابن ابی لیلی] لا یقل حدیثه عن درجة الحسن المحتج به و اذا تابعه غیره کان الحدیث صحیحا
(شرح ترمذی لاحمد شاکر غیر مقلد بحوالہ نور الصباح ج1ص166،167)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے اور حدیث صحیح وحجت ہے۔

احادیث موقوفہ

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ترک رفع یدین:

دلیل نمبر 1:

روی الامام الحافظ المحدث ابویعلی أحمد بن علی بن المثنی الموصلی التمیمی: قال حدثنا اسحاق بن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهیم عن علقمه عن عبدالله قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة وقد قال محمد فلم یرفعوا ایدیهم بعد التکبیرة الاولی.

تحقیق السند: اسناده حسن و رواته ثقات

(مسند ابی یعلی ص922 رقم الحدیث 5036، کتاب المعجم لابی بکر اسماعیلی ج2ص693،692 رقم154، الکامل لابن عدی ج7ص337 رقم الترجمۃ 1646)

ملحوظہ: اس میں ایک راوی محمد بن جابر پر غیر مقلدین اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا جواب احادیث مرفوعہ دلیل نمبر 5 کے تحت گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر 2:

روی الامام الحافظ الفقیه ابوعبدالله محمد بن حسن الشیبانی: قال اخبرنا ابوبکر بن عبدالله النهشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیه و کان من اصحاب علی ان علی بن ابی طالب کرم الله وجهه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الاولی التی یفتتح بها الصلوة ثم لا یرفعهما فی شیئ من الصلوة

تحقیق السند: اسناده صحیح و رواته ثقات۔

(موطا امام محمد ص94 باب افتتاح الصلوۃ، کتاب الحجۃ: ج1ص76 باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر، المدونۃ الکبری ج1ص166 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام)

اعتراض :

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے، کیونکہ امام بخاری نے عبد الرحمن بن مہدی کا قول نقل فرمایا ہے:

قال عبد الرحمن بن مهدی ذكرت للثوری حديث النهشلی عن عاصم بن كليب فانكره (جزء رفع الیدین ص267)

نیز ابو بکر النہشلی ضعیف راوی ہے۔

جواب نمبر1:

امام بخاری نے امام سفیان سے اس جرح کی سند متصل بیان نہیں کی، لہذا اس جرح کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے یہ جرح ناقابل قبول ہے۔ مزید یہ کہ امام عبد الرحمن بن مہدی سے امام بخاری کی ملاقات ثابت نہیں۔ کیونکہ امام بخاری کی پیدائش 194ھ بخارا میں ہوئی اور امام عبد الرحمن بن مہدی کی وفات 198ھ کو بصرہ میں ہوئی۔

جواب نمبر2:

اس حدیث کا مدار امام ابو بکر النہشلی کوفی پر ہے جو عند الجمہور ثقہ، صالح، حافظ، صدوق، ثبت، حسن الحدیث اور صحیح مسلم کے راوی ہیں، ضعیف نہیں۔ (تہذیب التہذیب ج6 ص315، تاریخ الثقات للعجلی ص493، المعرفت والتاریخ ج3 ص237، صحیح مسلم ج1 ص213، الجرح والتعدیل ج9 ص407)

لہذا حدیث علی صحیح اور حجت ہے۔

جواب نمبر3:

امام سفیان ثوری کوفی م 161ھ خود ترک رفع الیدین پر عامل ہیں۔ (فقہ سفیان ثوری ص560، عمدۃ القاری ج4 ص380)

اور ترک کی روایت عاصم بن کلیب سے نقل کرتے ہیں۔ (سنن النسائی ج1 ص162، 161 باب الرخصۃ فی ترک ذلک)

امام ابو بکر نہشلی کوفی (م 166ھ) بھی ترک کی روایت عاصم بن کلیب سے ہی نقل کرتے ہیں (موطا امام محمد ص94)

یہ کیسے ممکن ہے کہ جس روایت کو اپنے مذہب کی بنیاد بناتے ہیں اس کا انکار کر بیٹھیں؟!! پس یہ جرح باطل ہے۔

دلیل نمبر3:

روی الامام زید بن علی بن الحسین بن علی الهاشمی عن ابیه عن جده رضی الله عنه عن علی بن ابی طالب کرم الله وجهه انه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الاولی الی فروع اذنیه ثم لا یرفعهما حتی یقضی صلوٰته۔

تحقیق السند: اسناده صحیح وراته ثقاة

(مسند الامام زید ص89 باب التکبیر فی الصلوۃ، ص149 باب الصلوۃ علی المیت و کیف یقال ذلک)

دیگر صحابہ کرام اور ترک رفع یدین :

دلیل نمبر1:

روی الامام الاعظم ابوحنیفة التابعی الکوفی: عن حماد عن ابراهیم عن الاسود ان عبدالله بن مسعود رضی الله عنه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یعود لشیئ من ذالك.

تحقیق السند: اسناده صحیح علی شرط الشیخین۔

(مسند ابی حنیفہ بروایۃ الحارثی ج2 ص502 رقم الحدیث 801، جامع المسانید بروایۃ الخوارزمی ج1 ص355 رقم 1867، مختصر خلافیات البیہقی لاحمد بن فرح ج2 ص77)

دلیل نمبر2:

روی الامام أبو بکر عبد الله بن محمد بن أبي شیبة العبسی الکوفی : قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال ما رایت ابن عمر یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص268 رقم 13 باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود)

فائدہ: یہ طریق صحیح بخاری میں بھی موجود ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ [بن عیاش] الخ

(ج1 ص274 باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان)

دلیل نمبر3:

روی الامام ابوجعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوی : قال حدثنا ابن ابی داود قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش عن حُصَیْنٍ عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولیٰ من الصلوة.

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(سنن الطحاوی ج1 ص163 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

فائدہ: یہ طریق صحیح بخاری میں بھی موجود ہے: أَبُو بَكْرٍ [ابْنِ عَيَّاشٍ] عَنْ حُصَيْنٍ الخ (ج2 ص725 باب قولہ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک راوی ابو بکر بن عیاش ہے۔ اس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

جواب نمبر1:

امام ابو بکر بن عیاش صحیح بخاری، مسلم (مقدمہ) اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور عند الجمہور ثقہ ہیں۔ مثلاً:

امام عبد اللہ بن مبارک: أثنی علیه۔

امام احمد بن حنبل: صدوق صالح صاحب قرآن وخبر.. ثقة

امام بخاری: اخرج عنه فی صحیحه

امام ابن خزیمۃ: اخرج عنه فی صحیحه

عثمان الدارمی: من أهل الصدق والامانة

امام ابو حاتم الرازی: أصح کتابا... أبو بکر أحفظ منه [عبد الله بن بشر] وأوثق

امام ابن حبان: ذکرہ فی الثقات

امام عبد اللہ بن عدی: لم أجد له حدیثا منکرا

امام العجلی: کان ثقة قدیما صاحب سنة وعبادة

امام ابن سعد: وکان ثقة صدوقا عارفا بالحدیث والعلم

امام ثوری، امام ابن المبارک، امام ابن مہدی: یثنون علیه

امام یعقوب بن شیبۃ: شیخ قدیم معروف بالصلاح البارع وکان له فقه کثیر وعلم بأخبار الناس وروایة للحدیث

امام الساجی: صدوق یھم

(تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی: ج7ص308 تا ص311)

نیز آپ اس روایت کے بیان کرنے میں منفرد نہیں بلکہ امام محمد حسن بن الشیبانی ثقہ وصدوق نے ان کی متابعت معنوی کی ہے۔ مثلاً:

قال محمد اخبرنا محمد بن اابان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم قال رایت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوۃ ولم یرفعھما فیما سوی ذلك۔ (موطاامام محمد ص93باب افتتاح الصلوۃ، کتاب الحجہ لامام محمد ج1ص76باب افتتاح الصلوۃ)

جواب نمبر2:

امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ مختلط راوی کے متعلق ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں:

وحکم المختلط أنه لا یُحتج بما روی عنه فی الاختلاط أو شك فی وقت تحمله، ویحتج بما روی عنه قبل الاختلاط، وما کان فی الصحیحین عنه محمول علی الأخذ عنه قبل اختلاطه. (تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج1ص242)

یعنی جو راوی اختلاط کا شکار ہو گئے ہوں تو امام بخاری و مسلم ان کے ایسے شاگردوں کی روایتیں تخریج کرتے ہیں جن کا سماع قبل الاختلاط والتغیر ہوتا ہے۔ ہماری پیش کردہ روایت ”ابن أبی شیبة عن ابی بکر بن عیاش“ اور ”احمد بن یونس عن ابی بکر بن عیاش“ کے طریق سے مروی ہے اور یہی طریق صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

1: حَدَّثَنَا عَبۡدُاللّٰہِ بۡنُ أَبِی شَیۡبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَکۡرٍ [بن عیاش] الخ (ج1ص274باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان)

2: حَدَّثَنَا أَحۡمَدُ بۡنُ یُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَکۡرٍ [بن عیاش] الخ (ج2ص725باب قولہ وَالَّذِیۡنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالۡاِیۡمَانَ)

لہذا یہ بات بالتحقیق ثابت ہوئی کہ حدیث ابن عمر من طریق ابی بکر بن عیاش قبل الاختلاط والتغیر کی ہے، پس اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر4:

قال الامام محمد الشیبانی: ان فقیھھم [اھل المدینة] مالك بن انس قد روی عن نُعَیۡمِ بۡنِ عَبۡدِاللّٰہِ الۡمُجۡمِرِ وابی جعفر القاری انھما اخبراہ ان اباھریرۃ رضی اللہ عنه کان یصلی بھم فیکبر کلما خَفَضَ ورفع ،قالا: وکان یرفع یدیه حین یکبر ویفتتح الصلوۃ۔ فھذا حدیثکم [یا اھل المدینة] موافق لعلی وابن مسعود رضی اللہ عنھما لا حاجة بنا معھما الی قول ابی ھریرۃ ونحوہ ولکنا احتججنا علیکم بحدیثکم

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(کتاب الحجۃ للامام محمد ج1ص75باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر ببسم اللہ، وموطا الامام محمد ص90باب افتتاح الصلوۃ)

دلیل نمبر5:

قد روی الامام الحافظ المحدث أبو بکر عبد اللہ بن محمد بن أبی شیبة العبسی الکوفی: قال حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال لاترفع الایدی الافی سبع مواطن اذا قام الی الصلوۃ واذا رای البیت وعلی الصفا والمروۃ وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص268،267رقم الحدیث 11باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود،)

1500صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ترک رفع الیدین:

کوفہ وہ اسلامی شہر ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ بنایا تھا۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد آکر

قیام پذیر ہوئی۔ مورخین نے اس کی تعداد 1500 بیان کی ہے۔ چنانچہ امام احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفی م 261ھ فرماتے ہیں:

نزل الكوفة الف وخمس مائة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم (تاریخ الثقات للعجلی ص 517 باب فیمن نزل الکوفۃ وغیرھا من الصحابۃ)

اور کوفہ میں قیام پذیر تمام حضرات نے شروع نماز کے علاوہ رفع یدین چھوڑ دیا تھا، جیسا کہ ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے:

1: قال ابن عبد البر م 463ھ : قال الامام ابوعبدالله محمد بن نصر الْمَرْوَزِيُّ فی کتابه فی رفع الیدین من الکتاب الکبیر: لانعلم مصرا من الامصار يُنسَب الی اهله العلمُ قديماً ترکوا باجماعهم رفع اليدين عند الخفض والرفع فی الصلوة الا اهل الکوفة

(التمہید لابن عبد البر ج4 ص187، الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ)

2: قال الامام المحدث ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی: وبه [ترك رفع اليدين] يقول غيرواحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفة،

(جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع، مختصر الاحکام للطوسی ج2 ص104)

احادیث مقطوعہ

دلیل نمبر 1:

قد روى الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفی: قال حدثنا ابن مبارك عن اشعث عن الشعبی انه كان يرفع يديه فی اول التكبير ثم لا يرفعهما

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط مسلم

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود، سنن الطحاوی ج1 ص164 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

دلیل نمبر 2:

روى الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفی: قال حدثنا يحيى بن سعيد عن اسماعيل قال كان قيس [بن ابی حازم البجلی الكوفی] يرفع يديه اول مايدخل فی الصلوة ثم لا يرفعهما،

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط الشيخين

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود، رقم 10)

دلیل نمبر 3:

روى الامام الفقيه محمد بن الحسن الشيبانی: قال اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن حماد عن ابراهيم النخعی قال لاترفع يديك فی شيئ من الصلوة بعد التكبيرة الاولى

تحقيق السند: اسناده صحيح رواته ثقات۔

(موطا الامام محمد ص92 باب افتتاح الصلوۃ)

دلیل نمبر 4:

روى الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفی: عن الحجاج عن طلحة عن خَيْثَمَةَ وابراهيم قال كانا لايرفعان ايديهما الا فی بدء الصلوة،

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط مسلم

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود)

دلیل نمبر 5:

روی الامام ابن ابی شیبة: قال حدثنا معاویة بن هشیم عن سفیان بن مسلم الْجُهَنِیّ قال کان ابن ابی لیلی یرفع یدیه اول شیئ اذا کبر۔

تحقیق السند: اسنادہ جید

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص268 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود)

دلیل نمبر 6:

روی الامام ابن ابی شیبة قال حدثنا وکیع وابو اسامة عن شعبة عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبدالله واصحاب علی لایرفعون ایدیهم الافی افتتاح الصلوة. قال وکیع ثم لایعودون

اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود،، الاوسط فی السنن لابن المنذر ج3 ص149، 148، رقم الحدیث 1391 باب ذکر رفع الیدین عند الرکوع وعند الرفع)

بلاد اسلامیہ اور ترک رفع الیدین

اہل مکہ اور ترک رفع الیدین:

عن میمون المکی انه رای عبدالله بن الزبیر وصلی بهم یشیر بکفیه حین یقوم وحین یرکع وحین یسجد وحین یَنْهَضُ للقیام فیقوم فیشیر بیدیه فانطلقت الی ابن عباس فقلت انی رایت ابن الزبیر صلی صلوة لم ار احدا یصلیها فوصفتُ له هذه الاشارة فقال ان احببت ان تنظر الی صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فاقتد بصلوة عبدالله بن الزبیر

(سنن ابی داود ج1 ص115 باب افتتاح الصلوۃ، مسند احمد ج1 ص335 رقم 2312)

فائدہ: لفظ "لم اری احدا یصلیها" سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہل مکہ عموماً ترک رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔

اہل مدینہ اور ترک رفع الیدین:

امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ مدینہ منورہ کے فقیہ ہیں، آپ کے بارے میں منقول ہے:

قال الامام الفقیه مالك بن انس المدنی :لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوة. لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوة...قال ابن القاسم: وکان رفع الیدین عند مالك ضعیفا الا فی تکبیرة الاحرام

(المدونۃ الکبری للامام مالک ج1 ص165 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

اہل کوفہ اور ترک رفع الیدین:

1: قال الامام الحافظ ابن عبد البر القرطبی م463ھ : قال الامام ابوعبدالله محمد بن نصر الْمَرْوَزِیُّ فی کتابه فی رفع الیدین من الکتاب الکبیر: لانعلم مصرا من الامصار یُنسَب الی اهله العلمُ قدیماً ترکوا باجماعهم رفع الیدین عند الخفض والرفع فی الصلوة الا اهل الکوفة (التمہید لابن عبد البر ج4 ص187، الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ)

2: وقال ایضاً: فقال مالك فیما روی عنه ابن القاسم یرفع للإحرام عند افتتاح الصلاة ولا یرفع فی غیرها... وهو قول الکوفیین ابی حنیفة وسفیان الثوری والحسن بن حُیَیٍّ وسائر فقهاء الکوفة قدیما وحدیثا

(الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

ائمہ مجتہدین اور ترک رفع الیدین

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ م150ھ:

قال ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اذا افتتح الرجل الصلوۃ کبر ورفع یدیہ حذو اذنیہ فی افتتاح الصلوۃ ولم یرفعھما فی شیئ من تکبیر الصلوۃ غیر تکبیرۃ الافتتاح

(کتاب الحجۃ للامام محمد ج1 ص74 باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر ببسم اللہ، سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود الخ)

امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ م161ھ:

قال الامام سفیان الثوری: ویرفع یدیہ الی حذاء اذنیہ مع ھذہ التکبیرۃ ثم لایرفعھما ابدا مع غیر ھذہ التکبیرۃ

(فقہ سفیان الثوری ص560، جزء رفع الیدین للبخاری ص128 رقم الحدیث 133)

امام مالک بن انس المدنی م179ھ:

قال الامام الفقیہ مالک بن انس المدنی :لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوۃ...قال ابن القاسم: وکان رفع الیدین عند مالک ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام

(المدونۃ الکبری للامام مالک ج1 ص165 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

امام ابو یوسف القاضی م181ھ:

[ترک رفع الیدین مع تکبیرۃ النھوض و تکبیرۃ الرکوع] وھو قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف و محمد رحمھم اللہ تعالی

(سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع الخ)

امام محمد بن حسن الشیبانی م189ھ:

قال الامام ابو سلیمان الجوزجانی رحمہ اللہ: قلت: أرأیت الرجل اذا صلی ھل یرفع یدیہ فی شیئ من تکبیرۃ الصلوۃ حین یرکع او حین یسجد او حین یرفع راسہ من الرکوع او حین یرفع راسہ من السجود ؟ قال: [الامام محمد بن الحسن الشیبانی] لایرفع یدیہ فی شیئ من ذلک الا فی التکبیرۃ التی یفتتح بھا الصلوۃ،

(کتاب الاصل المعروف بالمبسوط لامام محمد ج1 ص13 باب افتتاح الصلوۃ ومایصنع الامام، موطا امام محمد ص90، 91، سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع الخ

غیر مقلدین کے دلائل کے جوابات

دلیل نمبر1:

وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ إِمْلاَءً حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ : عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ الْجَلاَّبُ بِهَمَذَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ : مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الرَّازِىُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ أَبِى مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ بْنُ حَاتِمٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنِ الأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ عَنْ عَلِىِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ : قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم لِجِبْرِيلَ :« مَا هَذِهِ النَّحِيرَةُ الَّتِى أَمَرَنِى بِهَا رَبِّى عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ : إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَحِيرَةٍ ، وَلَكِنَّهُ يَأْمُرُكَ إِذَا تَحَرَّمْتَ لِلصَّلاَةِ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ إِذَا كَبَّرْتَ ، وَإِذَا رَكَعْتَ ، وَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ ، فَإِنَّهَا صَلاَتُنَا وَصَلاَةُ الْمَلاَئِكَةِ الَّذِينَ فِى السَّمَوَاتِ السَّبْعِ.(السنن الکبری للبیھقی ج2 ص76، 75 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ)

جواب نمبر1:

یہ روایت موضوع ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی "اسرائیل بن حاتم الرازی" ہے۔ اس پر وضع حدیث کی جرح ہے۔ ان کے متعلق امام ابن حبان نے تصریح کی ہے:

روی عن مقاتل الموضوعات والاوابد والطامات (میزان الاعتدال ج1 ص229 رقم الترجمہ 977)

اور موضوع روایات کی مثال میں یہی روایت پیش کی ہے۔

امام مطہر بن طاہر المقدسي فرماتے ہیں: لا تقوم بهم حجة۔ (کتاب معرفۃ التذکرۃ لابن طاہر المقدسي ص50)

دوسرا راوی "اَصْبَغ بْن نُبَاتَة" ہے، یہ بھی سخت مجروح ہے۔ مثلاً:

كذاب، ليس بثقة، ليس بشيء، متروك، كان يقول بالرجعة، فتن بحب علي، فأتى بالطامات، فاستحق من أجلها الترك.

(میزان الاعتدال ج1 ص285 رقم الترجمہ 1188)

جواب نمبر2:

محققین نے بھی اسے باطل اور ناقابل اعتبار قرار دیا۔ امام بیہقی نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

وَقَدْ رُوِیَ هٰذَا وَالِاعْتِمَادُ عَلٰی مَا مَضٰی (السنن الکبری للبیہقی: ج2 ص76)

کہ روایت تو کی ہے لیکن اعتماد اس روایت پر ہے جو پہلے بیان ہو چکی۔

امام ابن حبان اور علامہ ابن الجوزی نے بھی اس روایت کو موضوع اور باطل قرار دیا ہے۔

(کتاب المجروحین لابن حبان ج1 ص200، الموضوعات لابن جوزی ج2 ص24)

دلیل نمبر2:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا (صحیح البخاری ج1 ص102 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ)

جواب نمبر1:

حضرت مالک بن الحویرث سے سجدوں کی رفع یدین بھی مروی ہے:

اذا سجد و اذا رفع راسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع اذنيه

(سنن النسائی ج1 ص165 باب رفع الیدین للسجود، سنن النسائی ج1 ص172 باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولی، مسند احمد بن حنبل ج3 ص533 رقم الحدیث 15606، 15610، السنن الکبری للنسائی ج1 ص228 باب رفع الیدین للسجود رقم الحدیث 672، 673، 674، مسند ابی عوانہ ج1 ص336، رقم الحدیث 1263، مشکل الآثار للطحاوی ج2 ص29، رقم الحدیث 631، 632، 633)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے اور سجدوں کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2:

حضرت مالک بن الحویرث سن 9ھ میں 20 دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر اپنے وطن چلے گئے۔

(بخاری ج1 ص87، 88، فتح الباری ج2 ص145، ج8 ص138)

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلسل رہنے والے صحابہ کرام سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عمر، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیرہم نے واضح گواہی دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ تمام نماز میں رفع یدین نہیں

کرتے تھے۔(دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

دلیل نمبر3:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ (صحیح البخاری ج1 ص102 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مَعَ الِافْتِتَاحِ سَوَاءً)

جواب نمبر1:

حضرت عبد اللہ بن عمر سے سجدوں کی رفع یدین بھی مروی ہے:

یرفع یدیہ فی الرکوع و السجود۔ کان یرفع یدیہ فی کل خفض ورفع ورکوع وسجود وقیام وقعود بین السجدتین۔۔۔ اذا رکع و اذا سجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص266 باب من کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ، مشکل الآثار للطحاوی ج2 ص20 رقم الحدیث 24، جزء رفع الیدین للبخاری ص48 رقم 83، معجم الاوسط للطبرانی ج1 ص83)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے کیونکہ باقی مقامات کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2 :

حضرت عبد اللہ بن عمر سے ترک رع یدین عند الرکوع والسجود کی حدیث سندا صحیح موجود ہے (دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)
معلوم ہوا کہ رفع یدین ترک ہو چکی تھی اسی لیے تو ترک کی احادیث روایت کی ہیں۔

جواب نمبر3:

اس روایت میں رفع یدین کا ثبوت تو ہے لیکن دوام ثابت نہیں، آپ کا مقصد دوام کو ثابت کرنا ہے۔

جواب نمبر4:

یہ حدیث غیر مقلدین کے پورے عمل کی دلیل نہیں۔ اس لیے کہ اس میں یہ باتیں نہیں:

(1): دس مرتبہ کی نفی اور اٹھارہ کا ثبوت

(2): وفات تک کے لفظ

(3): حدیث کی صحت آپ کی دو دلیلوں یعنی قرآن و حدیث سے

(4): جو یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی

دلیل نمبر4:

حدثنا زهير بن حرب حدثنا عفان حدثنا همام حدثنا محمد بن جحادة حدثني عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل ومولى لهم أنهما حدثاه عن أبيه وائل بن حجر أنه: رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلاة كبر وصف همام حيال أذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه۔

(صحیح مسلم ج1 ص173 باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام، رفع الیدین للبخاری ص30، سنن ابی داود ج1 ص112 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ)

جواب نمبر 1:

حضرت وائل بن حجر سے ہر تکبیر کے ساتھ اور سجدوں کی رفع یدین کا ثبوت بھی صحیح حدیث میں ہے:

و اذا رفع راسه من السجود ایضاً رفع یدیه حتی فرغ من صلوته ... و اذا رکع و اذا سجد ... رفع یدیه مع کل تکبیرة

(سنن ابی داود ج 1 ص 112 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ص 78، 79 رقم الحدیث 2619، المعجم الکبیر للطبرانی ج 9 ص 150 رقم الحدیث 17529)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے کیونکہ باقی مقامات کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر 2:

حضرت وائل بن حجر جب حجۃ الوداع کے موقع پر تشریف لائے تو واپس جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند نمازیں پڑھی ہیں ان نمازوں میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام شروع نماز کی رفع یدین ہی کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ - قَالَ - ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ. (سنن ابی داود ج 1 ص 112 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ)

جواب نمبر 3:

حضرت وائل بن حجر کے وطن واپس جانے کے 80 یا 90 دن بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

(رسول اکرم کی نماز از اسماعیل سلفی ص 53)

لہذا ان تین مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالیقین رکوع اور سجود کی رفع یدین ترک کر دی تھی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلسل رہنے والے صحابہ کرام سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عمر، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیرہم سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ تمام نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

دلیل نمبر 5:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلاَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم. قَالُوا فَلِمَ فَوَاللَّهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعًا وَلاَ أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً. قَالَ بَلَى. قَالُوا فَاعْرِضْ. قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلاَ يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلاَ يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ « سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ». ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقُولُ « اللَّهُ أَكْبَرُ ». ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ « اللَّهُ أَكْبَرُ ». وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلاَتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ. قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي صلى الله عليه وسلم (سنن ابی داود ج 1 ص 113 باب افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ)

جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی عبد الحمید بن جعفر ہے۔ ائمہ نے اس پر کلام کیا ہے:

امام ابو حاتم الرازی: لا یحتج به (میزان الاعتدال للذہبی ج2ص539)

امام ابن حبان: ربما أخطأ (کتاب الثقات لابن حبان ج7ص122)

امام یحیی بن سعید القطان: یضعفه (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزي ج2ص84)

امام سفیان الثوری: یضعفه (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزي ج2ص84)

علامہ ابن حجر: رمی بالقدر وربما وهم (تقریب التہذیب ص333)

امام نسائی: لیس بالقوی (الضعفاء والمتروکین للنسائی ص211)

امام یحی بن معین: وکان یری القدر (تهذیب الکمال للمزي ج6ص30)

یہ تقدیر کا منکر بدعتی راوی ہے، اور قدریوں کے متعلق امام مالک بن انس رحمہ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے:

لا یصلی خلف القدریة ولا یحمل عنهم الحدیث۔ (الکفایہ فی علم الروایہ ص124)

پس روایت ضعیف ہے۔

جواب نمبر2:

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح البخاری میں موجود ہے (دلائل اہل السنت احناف میں دلیل نمبر 11 کے تحت موجود ہے)

لیکن اس میں شروع نماز میں رفع الیدین کا تو ذکر ہے بعد والی رفع الیدین کا ذکر نہیں۔ کیونکہ اس میں عبد الحمید بن جعفر موجود نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ تکبیر تحریمہ والا رفع الیدین عبد الحمید بن جعفر کی خطاء کی وجہ سے زائد ہوا ہے، پس نا قابل حجت ہے۔

دلیل نمبر6:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ -رضى الله عنه- عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَىْءٍ مِنْ صَلاَتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ۔ (سنن ابی داود ج1ص115، 116)

جواب نمبر1:

اس روایت کی سند میں ایک راوی "عبد الرحمن بن ابی الزناد" راوی ہے، جو کہ خطاکار، مضطرب الحدیث، ضعیف اور عند الجمہور مجروح ہے۔ ائمہ کی تصریحات:

امام احمد بن حنبل: مضطرب الحدیث (الجرح والتعدیل ج5ص252)

امام یحییٰ بن معین: لا یحتج بحدیثه، ضعیف۔ (الجرح والتعدیل ج5ص252، کتاب المجروحین لابن حبان ج2ص56)

امام نور الدین الہیثمی: ضعفه الجمهور (مجمع الزوائد ج4ص406)

امام ابو حاتم الرازی: یکتب حدیثه ولا یحتج به (الجرح والتعدیل ج5ص252)

امام النسائی: ضعیف (الضعفاء والمتروکین للنسائی ص207)

امام ابن حبان: كان ممن ينفرد بالمقلوبات عن الاثبات، وكان ذلك من سوء حفظه وكثرة خطئه (کتاب المجروحین: ج2ص56)

امام علی بن المدینی: كان عند أصحابنا ضعيفا (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام عبد الرحمن بن المہدی: خطط على أحاديث عبد الرحمن بن أبي الزناد (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام محمد بن سعد: كان يضعف لروايته عن أبيه (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام صالح بن محمد: قد روى عن أبيه أشياء لم يروها غيره (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام زکریا بن یحیی الساجي: فيه ضعف (تاریخ بغداد ج10ص228)

علامہ ابن حجر: صدوق، تغير حفظه لما قدم بغداد (تقریب لابن حجر)

پس روایت ضعیف ہے۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع صحیح السند روایت میں صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے (دلائل احناف میں دلیل نمبر 1) معلوم ہوا کہ اس میں رفع یدین کا ذکر کرنا عبد الرحمن بن ابی الزناد کی خطا کی وجہ سے ہے جو نا قابل حجت ہے۔

دلیل نمبر 7:

عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه إذا دخل في الصلاة وإذا ركع (سنن ابن ماجۃ ج1ص62)

جواب نمبر 1:

اس کی سند میں ایک راوی "حمید الطویل" ہے جو کہ مدلس ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صیغہ "عن" سے روایت کر رہا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اس کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔ (طبقات المدلسین لابن حجر ص86 رقم الترجمہ 71)

اور مدلس کا عنعنہ غیر مقلدین کے نزدیک صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔

جواب نمبر 2:

یہ روایتِ مدلس ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت انس پر موقوف ہے۔ امام الدارقطنی لکھتے ہیں:

لم يروه عن حميد مرفوعا غير عبد الوهاب والصواب من فعل أنس

(سنن الدارقطنی ص290 باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منہ)

امام طحاوی لکھتے ہیں:

وأما حديث أنس بن مالك رضي الله عنه فهم يزعمون أنه خطأ وأنه لم يرفعه أحد إلا عبد الوهاب الثقفي خاصة والحفاظ يوقفونه على أنس رضي الله عنه (سنن الطحاوی ج1ص باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک صحابی کا قول و عمل حجت نہیں ہے:

1: افعال الصحابة رضي الله عنهم لا تنتهض للاحتجاج بها۔ (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص58)

2: صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (عرف الجادی: ص101)

3: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (بدور الاہلہ: ج1ص28)

4: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی: ص80)

5: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔(عرف الجادی: ص80)

6: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔(بدورالاہلہ: ص129)

جواب نمبر 3:

اس روایت کے دیگر طرق میں "اذا قام بین الرکعتین"، "کل خفض ورفع"، "واذا سجد وفی السجود" کے الفاظ موجود ہیں جن میں دو رکعتوں کے درمیان، ہر اٹھنے اور بیٹھنے کی حالت میں، سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنے کا ذکر اور ثبوت موجود ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص266، مسند ابی یعلی ج6 ص399 رقم 3752، سنن دار قطنی ج1 ص292 رقم 1104، معجم الشیوخ ابن الاعرابی ج2 ص326 رقم 1997، المحلی بالآثار ج3 ص9، الاحادیث المختارہ لمقدسی ص52، 51 رقم 2026، 2025، معجم الاوسط للطبرانی ج1 ص19)

غیر مقلدین ان پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ لہذا جب یہ روایت آپ کے ہاں بھی معمول بہا نہیں تو ہمارے لیے حجت کیوں بنا رہے ہیں؟ فما هو جوابكم فهو جوابنا

دلیل نمبر 8:

نا محمد بن عصمة، نا سوار بن عمارة، نا رُدَيْحُ بْنُ عَطِيَّةَ، عن أبي زرعة بن أبي عبد الجبار بن معج قال رأيت أبا هريرة فقال لأصلين بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا أزيد فيها ولا أنقص فأقسم بالله إن كانت لهي صلاته حتى فارق الدنيا قال: فقمت عن يمينه لأنظر كيف يصنع، فابتدأ فكبر، ورفع يده، ثم ركع فكبر ورفع يديه، ثم سجد، ثم كبر، ثم سجد وكبر حتى فرغ من صلاته قال: أقسم بالله إن كانت لهي صلاته حتى فارق الدنيا (معجم الشیوخ لابن الاعرابی ج1 ص131، 130 رقم 144)

جواب نمبر 1:

اولاً:۔۔۔ اس کی سند میں ایک راوی "محمد بن عصمۃ" ہے، اس کے حالات معلوم نہیں ہوئے اور نہ ہی اس کی ثقاہت وعدالت ثابت ہے۔ جہالت وجہ ضعف ہے۔ اور بتصریح امام نووی: لا يقبل رواية المجهول (مقدمہ مسلم ص11) مجہول کی روایت حجت نہیں ہے حتی کہ علی زئی صاحب نے خود اس کی تصریح کی ہے: "مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔" (نور العینین از زبیر علی زئی ص338)

ثانیاً:۔۔۔ اس میں دوسرا راوی "سوار بن عمارۃ" ہے۔ اسے اگرچہ بعض نے ثقہ کہا ہے لیکن ابن حبان نے فرمایا ہے: ربما خالف۔

(کتاب الثقات لابن حبان ج8 ص302، تہذیب التہذیب ج2 ص454)

ثالثاً:۔۔۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی "رُدَیح بن عطیہ" ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: لا يتابع فيما يروى (تہذیب التہذیب ج2 ص161) کہ اس کی کوئی راوی متابعت نہیں کرتا۔

جواب نمبر 2:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سندِ صحیح سے مروی ہے کہ آپ شروع والا رفع یدین تو کرتے تھے، باقی ہر اٹھنے بیٹھنے میں تکبیر کو کہتے تھے لیکن رفع یدین مروی نہیں ہے۔(احناف کے دلائل میں "دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور ترکِ رفع یدین" کے تحت دلیل نمبر4)

لہذا آپ کی پیش کردہ ضعیف روایت اس صحیح کے سامنے مرجوح ہے۔

دلیل نمبر 9:

حدثنا الحميدي، أنبأنا الوليد بن مسلم، قال سمعت زيد بن واقد يحدث عن نافع أن ابن عمر، «كان، إذا رأى رجلا لا يرفع يديه إذا ركع، وإذا رفع رماه بالحصى (جزء رفع الیدین للبخاری ص10 رقم 15)

جواب نمبر1:

غیر مقلدین کے ہاں قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر2:

اس کی سند میں ولید بن مسلم ہے جو کہ طبقہ رابعہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین لابن حجر ص134 رقم الترجمہ 127)

اور حضرات ائمہ نے ان پر جرح بھی کی ہے: مثلاً:

وكان الوليد كثير الخطاء، اختلطت عليه أحاديث ما سمع وما لم يسمع وكانت له منكرات (تہذیب لابن حجر ج6 ص98،99)

وذكره ابن الجوزي والذهبي في الضعفاء (الضعفاء والمتروكين لابن الجوزی ج3 ص187، المغنی فی الضعفاء للذہبی ج2 ص501 رقم 6888)

لہذا یہ روایت ان وجوہات کی بناء پر ضعیف ومتروک ہے، حجت نہیں۔

جواب نمبر3:

اس روایت میں ہر اونچ نیچ کی رفع یدین کا بھی ثبوت ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے۔

(مسند الحمیدی ج2 ص278،277 رقم 615، سنن دار قطنی ج1 ص292 رقم 1105)

اس پر آپ کا بھی عمل نہیں۔ فما هو جوابكم فهو جوابنا

دلیل نمبر10:

حدثنا مسدد، حدثنا عبد الواحد بن زياد، عن عاصم الأحول قال: رأيت أنس بن مالك رضي الله عنه «إذا افتتح الصلاة كبر، ورفع يديه، ويرفع كلما ركع ورفع رأسه من الركوع» (جزء رفع الیدین للبخاری ص43، رقم الحدیث 66)

جواب نمبر1:

غیر مقلدین کے ہاں قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر2:

اس موقوف روایت میں سند صحیح کے ساتھ سجدوں کی رفع یدین کا ذکر بھی آیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص304 رقم 2 باب فی رفع الیدین بین السجدتین، جزء رفع الیدین ص60 رقم 106)

آپ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ موقوف اثر حدیث مرفوع کے مقابلے میں مرجوح ہے۔

دلیل نمبر11:

رواه البيهقي في سننه من جهة بن عبد الله بن حمدان الرقي ثنا عصمة بن محمد الأنصاري ثنا موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وكان لا يفعل ذلك في السجود، فما زالت تلك صلاته حتى لقي الله تعالى انتهى. رواه عن أبي عبد الله الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبد الرحمن بن قريش بن خزيمة الهروي عن عبد الله بن أحمد الدمجي عن الحسن به.

(بحوالہ نصب الرایہ ص483، صلوۃ الرسول ص201، اثبات رفع یدین لخالد گھرجاکھی ص84،86،87)

جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی "امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ" ہیں جو کٹر شافعی مقلد ہیں، اور مقلد آپ کے ہاں مشرک ہوتا ہے۔

دوسرا راوی عبد اللہ بن احمد الدمجی ہے یہ مجہول ہے۔

تیسرا راوی حسن بن عبد اللہ الرقی یہ بھی مجہول العین ہے۔

کتب اسماء الرجال میں ان کی تعدیل ثابت ہے نہ توثیق اور مجہول راوی کی روایت نا قابل قبول ہوتی ہے۔ ائمہ کی تصریحات:

امام شافعی رحمہ اللہ: لم یکلف اللہ أحدا أن یأخذ دینہ عن من لا یعرفہ (کتاب القراءۃ خلف الامام للبیہقی ص129)

امام بیہقی: ولسنا نقبل دین اللہ تعالی عمن لا یعرفہ أہل العلم بالحدیث بالعدالۃ (کتاب القراءۃ خلف الامام للبیہقی ص157)

امام نووی: لا یقبل روایۃ المجہول (شرح مسلم مقدمہ مسلم ص11)

لہذا یہ روایت بوجہ جہالت رواۃ غیر مقبول ہے۔

جواب نمبر2:

اس کی سند میں کئی روی کذابا اور وضاع ہیں۔

1: عبد الرحمن بن قریش بن خزیمہ الہروی:

اس پر ائمہ نے جرح کی ہے:

أبو الفضل أحمد بن علی بن عمرو السلیمانی: اتہمہ السلیمانی بوضع الحدیث. (میزان الاعتدال ج2 ص450 رقم الترجمہ 5348)

فی حدیثہ غرائب وافراد (تاریخ بغداد ج8 ص300)

2: عصمہ بن محمد انصاری

ائمہ نے اس پر یہ جرح کی ہے۔

قال ابن سعد: وکان عندھم ضعیفا فی الحدیث

قال یحیی ابن معین: کذاب یضع الحدیث، کان من اکذب الناس، کان کذاباً یروی احادیث کذبا

قال ابو حاتم الرازی: لیس بالقوی، وقال غیرہ متروك

قال العقیلی: یحدث بالاباطیل عن الثقات

وقال ابن عدی: کل حدیثہ غیر محفوظ وھو منکر الحدیث

قال الدارقطنی وغیرہ: متروك

(طبقات ابن سعد ج7 ص337، میزان الاعتدال ج3 ص68، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج3 ص340، الکامل لابن عدی ج5 ص2010، تاریخ بغداد ج10 ص210)

لہذا یہ روایت کذابین وضاعین سے مروی ہے جو بالتحقیق موضوع روایت ہے، حجت نہیں ہے۔

جواب نمبر3:

اس روایت کو محققین اور خود غیر مقلدین علماء نے موضوع قرار دیا ہے۔

1: قال الامام محمد بن علی النیموی م1322ھ: رواہ البیہقی وھو حدیث ضعیف بل موضوع (آثار السنن للنیموی ص118)

2: عطاء اللہ حنیف غیر مقلد: وحدیث البیہقی مازالت... ضعیف جداً (تعلیقات سلفیہ حنیف علی النسائی ج1 ص104)